بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آدابِ عشق

آدابِ عشق

ڈاکٹر حبیب الرحمٰن

ماوراپبلشرز 60 شاہراہِ قائداعظم لاہور

0300 4020955

باذوق لوگوں کے لیے
ہماری کتابیں
خوبصورت کتابیں
تزئین واہتمام اشاعت

خالد شریف

ضابطہ

اشاعتِ دوم	:	2023
اشاعتِ اوّل	:	2020
ناشر	:	ماوراپبلشرز، لاہور
کمپوزنگ	:	طارق محمود (0334-9890211)
طابع	:	شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور
قیمت	:	-/800 روپے

خوبصورت کتب کی اشاعت کے لیے رابطہ

MAVRA BOOKS

60-The Mall, Lahore.

خالد شریف

Mob: 0300-4020955

e-mail: **mavrabooks@yahoo.com**

انتساب

میرے والدِ محترم

فضل الرحمٰن

کے نام

جن سے میں نے آدابِ عشق سیکھے۔

ترتیب

غزلیں

پیش لفظ

2012 تک میرا اُردو شاعری سے صرف اِتنا تعلق تھا کہ اچھا شعر سُن اور پڑھ لیتا تھا اور اچھا شعر سُن کر داد دے سکتا تھا۔ خود کبھی شعر کہنے کی نہ کوشش کی تھی نہ ہی خود کو اس قابل جانتا تھا کہ شعر کہہ سکوں۔ نومبر 2012 میں اسلام آباد سے ٹورنٹو جانے والی پرواز کے دوران پہلا شعر کہا۔ والدِ محترم کی تدفین کے بعد واپس کینیڈا جا رہا تھا۔ جذبات کی شدّت تھی لیکن کوئی کہنے سننے والا نہ تھا۔ ان حالات میں پہلے شعر کہے جن میں جذبات کی جھلک تو تھی لیکن شاعری کے اصولوں سے مکمل طور پر بے نیاز تھے۔ شعر کہنے سے دل کو کچھ سکون ملا تو سوچا کہ شاید ان اشعار سے امی جان، بہن بھائیوں اور باقی پیاروں کے زخموں کا بھی مداوا ہو سکے۔ یہ اشعار سُن کر اُن کے جذبات کو بھی زبان اور آنسوؤں کو دل سے آنکھوں تک آنے کی راہ ملی۔ اس کے بعد چند اشعار کہہ کر اپنے پیاروں کے زخموں پر مرہم رکھنا ایک روزمرہ کا معمول بن گیا جو ایک دو سال تک چلتا رہا۔

پھر خیال آیا کہ کیوں نہ شاعری کے اصولوں سے واقفیت حاصل کی جائے اور ان خیالات کو باقاعدہ شاعری میں ڈھالنے کے لیے عروض و تقطیع کے اصولوں کا علم حاصل کیا۔ بہت سی کہی ہوئی غزلیں تو یک قلم چاک کیں کیونکہ وہ ان اصولوں سے

بالکل نابلد تھیں۔ بعد کی کوشش آپ کے سامنے ہے۔

میں خود کو اب بھی شاعر کہنے سے ہچکچاتا ہوں اور خود کو اس علم میں طفلِ مکتب سمجھتا ہوں۔ محترم خالد شریف صاحب جو خود بھی اعلیٰ پائے کے شاعر ہیں کی اصلاح کا مشکور ہوں۔ اُمید ہے کہ آئندہ بھی اُن کے علم سے استفادہ کرتا رہوں گا۔

اللہ تعالیٰ عیب پوش ہے۔ توقع رکھتا ہوں کہ قارئین بھی اللہ تعالیٰ کی اس صفت کو اپنا کر میری غلطیوں سے درگزر فرمائیں گے۔

ڈاکٹر حبیب الرحمٰن

ریجائنہ کینیڈا

4 جولائی 2020

☆☆☆

○

آدابِ عشق کیا ہیں یہ اُن کو خبر نہیں
کہتے ہیں شاہراہِ وفا سے گزر نہیں

یہ زندگی ہے غمکدۂ ہست و بود ، یاں
ہے سانس جب تلک تو غموں سے مفر نہیں

یادیں ہی رہ گئی ہیں کہ بہلائیں جی کو ہم
آئے نہ یاد جب کوئی ایسی سحر نہیں

تاریک سی یہ رات نہیں ختم ہو رہی
تارے بھی سو گئے ہیں درخشاں قمر نہیں

اک نظرِ التفات کو جاتا ہوں بزم میں
لیکن وہاں بھی آپ کی پڑتی نظر نہیں

تیرِ ادا نے مجھ کو تو بس مار ہی دیا
چھوڑی تھی ورنہ اُس نے تو کوئی کسر نہیں

کرتا ہے زندگی کو یہ دشوار تو مگر
ہے عشق کے بغیر بھی سالکؔ بسر نہیں

۲۲؍اکتوبر۲۰۱۹

آنکھ میں جھانکو ذرا درد نظر آئے گا
کب یہ سوچا تھا کہ رستے میں بھنور آئے گا

رات آنکھوں میں کٹی ، نیند نہ اک پل آئی
اُس کا وعدہ تھا کہ ہنگامِ سحر آئے گا

شہر کو چھوڑیئے اور دشت کی جانب چلیئے
آس ہے راہ میں اُس کا بھی نگر آئے گا

حشر سے کم تو نہ ہوگا وہ ملن کا لمحہ
روزِ محشر ہی سہی وقت مگر آئے گا

منتظر یار کا دیوانہ ہے کب سے سالکؔ
اک نہ اک روز وہ محفل میں نظر آئے گا

۹مئی۲۰۱۳

آفتاب کی کرن ایک درد کا ورود
چاندنی سی رات اور سوگوارئ کشود

رہروِ شبِ فراق منتظر کھڑا ہے اب
تاکہ صبحِ وصل سے ہو نظارۂ نمود

ذکرِ یار ہو کہیں بار بار ہو کہیں
ڈھونڈتے ہیں گوش اب ایک محفلِ سرود

چھا گئی ہے چارسُو اک عجیب تیرگی
آسماں ہوا سیاہ رنگ جس کا تھا کبود

تھم گئی ہے زندگی ختم اک سفر ہوا
کی جہاں جہاں نظر بس وہیں پہ تھا جمود

ایک عمر ہوگئی خود سے بھی ملے ہوئے
بھول سا گیا ہوں میں جسم و جان کی قیود

اب نہ وہ رمق رہی اب نہ وہ کسک رہی
محو ذہن سے ہوا کارزارِ ہست و بود

۱۹/اکتوبر ۲۰۱۳

آپ نے کیا شکوہ آپ کی نوازش ہے
دل سے محومت کرنا آپ سے گزارش ہے

انتظار کرتا ہوں گن رہا ہوں سانسوں کو
موت بھی نہیں آتی بس یہی تو لغزش ہے

بات یوں وہ کرتے ہیں کچھ پتا نہیں جیسے
جانتے ہیں حالانکہ مجھ کو اُن سے رنجش ہے

جان بخشی مشکل کیا جاں ستانی مشکل کیا
آپ کے لیے تو بس اک لبوں کی جنبش ہے

سچ چھپا نہیں سکتا گر ذرا سی پی لوں میں
بزمِ یار میں مجھ پر مے کشی کی بندش ہے

ہو رہا ہے ہنگامہ آج اُن کی محفل میں
اک نگاہِ نازش کو جیتنے کی کوشش ہے

سالکؔ اک بیاباں میں اک فقیر رہتا ہے
آج اُس کی کٹیا میں آنسوؤں کی بارش ہے

۲۷/اکتوبر۲۰۱۹

○

آسمان ہوتا ہے ظرفِ خاک پر حیراں
نیک و بد سما جائیں اِس کی گود میں یکساں

بس گزر گئی ایسے زندگی تو عجلت میں
ملتی گر ہمیں مہلت پورے کرتے سب ارماں

کب کوئی جلا ہے یوں کب کوئی مرا ہے یوں
جل بجھا ہے پروانہ کیوں نہ شعلہ ہو رقصاں

چاہیے نگاہِ ناز جاننے کو حالِ دل
دیکھ کر تبسّم وہ جانیں کیا غمِ پنہاں

داستان لکھ کر پھر سوچتے رہے کل ہم
پر نہیں ملا ہم کو اپنی زیست کا عنواں

کہنے دو جو کہتے ہیں سب عیاں ہو جائے گا
بس ذرا سا ہونے دو اِک اشارۂ مژگاں

طے تو ہو ہی جائے گا زیست کا سفر سالکؔ
یار کے بنا جینا پر ہُوا ہے کب آساں

۱۳نومبر۲۰۱۹

O

آتی ہیں یاد اب بھی مجھ کو کبھی ادائیں
کچھ بھول بھی گئی ہیں محبوب کی جفائیں

جب خاک کو اُڑا کر کوچے میں تیرے لائیں
تو پوچھنا یہ اُن سے کیوں آتی ہیں ہوائیں

مدّت کے بعد دیکھی اک شکل کچھ شناسا
یارو سنی گئی ہیں سب ہی مری دعائیں

جب خاک میں گرا تو احباب کو پکارا
لیکن صدا بصحرا ثابت ہوئیں صدائیں

تنہائی جب ستائے بیزاری جب رلائے
آئیں گی یاد تم کو اک شخص کی وفائیں

مرنے سے پہلے سالکؔ پیغام دے گیا تھا
وہ جو معاف کر دیں گر ہو سکے خطائیں

۱۷/اکتوبر ۲۰۱۹

○

جب کسی پر آ گیا یہ دل تو چھٹکارہ نہیں
عشق اک تقصیر ایسی جس کا کفارہ نہیں

بوند ہوں شبنم کی میں اور تم کرن خورشید کی
شوقِ نظارہ تو ہے پر تابِ نظارہ نہیں

ہم نے پوچھا خط نہیں آیا تو فرمانے لگے
حالِ دل لکھتے ملا پر کوئی ہرکارہ نہیں

چاک دامن، بال بکھرے، گفتگو بے ربط سی
ہیں جنونِ عشق کے آثار، آوارہ نہیں

بجھ چکی کب سے شمع ہو گی شبِ غم ختم کب
آج کی شب آسماں پر بھی کوئی تارہ نہیں

بے وفائی کا وہ سالک دیں مجھے الزام کیوں
پھر کروں گا بات ہرگز اُن سے دوبارہ نہیں

۱۵؍اکتوبر ۲۰۱۹

عشق کی انتہا فنا ہونا
جسم کا جان سے جدا ہونا

پاک کر دل بتانِ ارضی سے
دیکھ اک مار کا عصا ہونا

ہے مجھے تخت سے زیادہ عزیز
کوچۂ یار کا گدا ہونا

رہنے دو بس اسیرِ عشق مجھے
اک سزا ہوگی اب رہا ہونا

عمر بھر بھی جبیں ہو خاک پہ تو
قرض ممکن نہیں ادا ہونا

بول آہستہ سن نہ لیں سالکؔ
اُن کو مشکل نہیں خفا ہونا

۱۴/اکتوبر ۲۰۱۹

○

اس قدر اے دل تو ناداں تو نہیں
وصل کا اب کچھ بھی امکاں تو نہیں

کیوں لہو کے اشک روتا ہے بھلا
پاؤں میں خارِ مغیلاں تو نہیں

ہم جہاں تھے ہے وہیں اب بھی قیام
لیکن اس دل کے وہ مہماں تو نہیں

چاہتا ہے جی کہ ہو جائے جنوں
درد کا لیکن یہ درماں تو نہیں

جانتا ہے راز اُس عالم کے کون
ایک اندازہ ہے وجداں تو نہیں

ہر قدم پر آزمائش ہے نئی
زندگی اب میری آساں تو نہیں

داستاں اپنی لکھے جاتا ہے تو
''زیست'' لیکن اس کا عنواں تو نہیں

دردِ دل سالکؔ چھپاتا ہے مگر
دل ہی تو ہے کوئی زنداں تو نہیں

یکم مئی ۲۰۱۴

○

ہم تو ڈوبے رہتے ہیں ان کے ہی خیالوں میں
فاصلے ہیں میلوں کے طے نہ ہوں گے سالوں میں

وہ فراق کے قصّے وہ وصال کے وعدے
کیا ہوئے وہ سب لمحے پوچھیے سوالوں میں

چاندنی سجی راتیں دن سنہری کرنوں کے
پھر بھی گھپ اندھیرا ہے چارسُو اُجالوں میں

بے اثر یہ فریادیں نارسا دعائیں ہیں
عندلیب کی آواز آ رہی ہے نالوں میں

درد سے ہوا خوگر تو ملا سکونِ دل
گرچہ پاؤں زخمی ہیں پر مزا ہے چھالوں میں

دل کا خون ہوتا ہے لب پہ پر تبسّم ہے
غم مگر چھپے ہے کب مے کے ان پیالوں میں

کیوں فریب کھاتے ہو کیوں نہیں سمجھتے ہو
وصل کب ہوا سالکؔ پیار کرنے والوں میں

۲۵فروری۲۰۱۳

○

ہم کو ہی جرمِ عشق میں یارو سزا ہوئی
لیکن کریں گے پھر بھی جو ہم سے خطا ہوئی

تسکینِ ذوقِ چشم ذرا دیر سے سہی
اچھا ہوا نمازِ محبت ادا ہوئی

بیمارِ عشق جو کہ ہُوا تھا قریبِ مرگ
قاتل کی اک نگاہ سے اس کو شفا ہوئی

پھر سے حسین لگنے لگی زندگی کہ جب
ہم کو بھی ایک نظرِ عنایت عطا ہوئی

کرتے ہو کیوں گلہ کہ بدلتی نہیں ہے یہ
خُو بے وفائی اُن کی ہماری وفا ہوئی

مرنے کے بعد بھی وہی اطوار تھے مرے
جو خاک میری کوچہٗ جاں کی گدا ہوئی

سالکؔ سے آج کیسی یہ ناراضگی ہے پھر
تم ہی بتاؤ مجھ سے بھلا کیا خطا ہوئی

۸ دسمبر ۲۰۱۹

○

بس گزر تو جائے گی چاہے گزرے مشکل سے
جینا بھی تو سیکھا ہے میں نے مرغِ بسمل سے

طوق اترے تو کیسے زندگی کا گردن سے
فائدہ نہیں کچھ بھی خواہشاتِ مہمل سے

کہتے ہیں نہیں معلوم میرے دل کی کیفیت
جھوٹ بولتے ہیں وہ پوچھ دیکھو اِس دل سے

ہم چراغ یادوں کے رات بھر جلاتے ہیں
دل کو شاد رکھتے ہیں روشنی کی جھلمل سے

چہرہ دیکھ کر بولے حالِ دل تو اچھا ہے؟
ہاں جناب اچھا ہے یہ مذاق سائل سے

جان بھی سلامت ہے زخم بھی نہیں بھرتا
زخم حسبِ منشا تھا جا کے کہہ دو قاتل سے

اک نظر عنایت کی چاہیے ہے سالک کو
گر ملے تمہیں فرصت دوستوں کی محفل سے

۱۲فروری۲۰۱۳

○

بادِ صبا تُو جا کر اُن کو سلام کہیو
کرتا ہے یاد کوئی ہر صبح شام کہیو

آواز دے رہا ہے سرحد سے پار کوئی
بس ختم ہو گیا ہے یاں پر قیام کہیو

مجھ کو نہ پاسکو گے جس جا میں جا رہا ہوں
تم کو نہیں رسائی ایسا مقام کہیو

کچھ دیر اور ٹھیرو کم وقت رہ گیا ہے
اب دور تو نہیں ہے منزل دوگام کہیو

تیاری ہے سفر کی مجھ کو ہے دور جانا
پاؤں رکاب میں ہیں کف میں زمام کہیو

تھا آپ کا جو عاشق مانگے ہے اب اجازت
اب ہونے کو ہے اُس کا جیون تمام کہیو

سالکؔ کی یہ دعا ہے ربّ سے یہ اِلتجا ہے
پھلتے رہیں جہاں میں پھولیں دوام کہیو

۲۸؍اکتوبر۲۰۱۹

○

اوروں کی قدردانی مجھ سے ہی بدگمانی
مجھ سے رہی نہ اُلفت ارزاں ہوئی گرانی

اک داستانِ حسرت اک کاروانِ ظلمت
ہے اُن کی مہربانی یہ ہے مری کہانی

وہ آرزوئے اُلفت یک طرفہ سی وہ چاہت
اک اَن کہی محبت بس میری زندگانی

چاہی جو اُن کی صحبت بولے کہ کیا ہے عجلت
میں نے کہا کہ کب ہے یہ زیست جاودانی

وہ رنجشِ مسلسل اُن کی رہی ہے عادت
اور ہیں مرا مقدّر، آفاتِ ناگہانی

وہ وقت جو گزارا جب ساتھ تھا تمہارا
ہیں یاد ہم کو سالکؔ شامیں وہ سب سہانی

۲نومبر۲۰۱۹

○

اپنی یادیں گھر کی دیواروں پہ چسپاں کر گیا
بزم کی رونق تھا جو محفل کو ویراں کر گیا

عاشقی کا راستہ آساں نہیں ہوتا مگر
وہ نگاہِ ناز سے یہ کام آساں کر گیا

عاشقوں کی آبلہ پائی تو سنتے ہیں مگر
خار پر وہ ننگے پاؤں چل کے حیراں کر گیا

جو چہل قدمی کو جاتا تھا چمن میں شوق سے
بلبلوں کو اپنے نالوں سے پشیماں کر گیا

زندگی انمول تھی جب ساتھ تھا اس کا مگر
ہے گراں اب بھی مگر وہ موت ارزاں کر گیا

دشت تھا یہ دل مرا یادوں سے جو اب بھر گیا
دشتِ بے رونق کو یادوں سے بہاراں کر گیا

تم نہ ہو افسردہ سالکؔ وہ گیا تو کیا ہوا
شمع یادوں کی جلا کر اِک چراغاں کر گیا

۹ دسمبر ۲۰۱۲

○

اپنی داستانِ عشق ہم سنا نہیں سکے
داغِ دل چھپے رہے ہم دکھا نہیں سکے

اپنی بدنصیبی کا خود کو دوش دیتے ہیں
روٹھنا تھا حق اُس کا، ہم منا نہیں سکے

دل کو کہہ دیا ہے یہ یاد کر اسے نہ اب
یاد اس کی پر کبھی ہم بھلا نہیں سکے

ہم نے کی سعی بہت پر وہ رائگاں گئی
اُس کے پیار کو کبھی ہم جگا نہیں سکے

اُن کو بھول جانے کا قصد کر لیا مگر
اُن کو طاقِ نسیاں پر ہم سجا نہیں سکے

اِک صنم بٹھایا تھا دل میں ہم نے چاہ سے
قد بڑھا جو اُس کا تو پھر سما نہیں سکے

۲ نومبر ۲۰۱۹

ہم نفس، کون و مکاں چھوڑ گیا
اپنے پیچھے وہ خزاں چھوڑ گیا

رہنے کے اہل نہ پایا جب تو
بت شکن ارضِ بتاں چھوڑ گیا

ہر جگہ اس کی نگارش ہے لکھی
ہر قدم پر وہ نشاں چھوڑ گیا

پیار کی آگ لگا دی تو وہ خود
بجھ گیا اور دھواں چھوڑ گیا

تھا قیامت سے نہ کم اس کا فراق
حشر ہی تھا جو سماں چھوڑ گیا

طائرِ دل کہ دل آراء تھا کبھی
اڑ گیا خالی مکاں چھوڑ گیا

رہ نہ سکتا تھا جو سالکؔ کے بنا
اس کو تنہا وہ کہاں چھوڑ گیا

۳۰نومبر۲۰۱۳

○

ایک مدّت ہو گئی ہے یار کو دیکھا نہیں
جانے ہے کس حال میں میں نے کبھی پوچھا نہیں

ہے کسے معلوم رہتا ہے کہاں وہ آج کل
کیسے جاؤں اُس کے گھر کا راستہ سیدھا نہیں

مجھ میں تو ہمّت نہیں کوئی معاون بھی نہیں
دور ہے منزل ابھی سامان بھی باندھا نہیں

اس نے تو شاید کیے تھے کچھ اشارے بھی مگر
بزم سے اُٹھ جانے کا منشا مگر بوجھا نہیں

عمر بھر اُن کی جفائیں صبر سے سہتے رہے
بے وفائی کا سبق ہم نے کبھی سیکھا نہیں

اُن اداؤں کو سمجھتے ہم رہے عشوہ گری
رغبتِ دل کا مگر عقدہ کبھی سلجھا نہیں

دیر کیا ہے قتلِ سالکؔ میں جو پوچھا تو کہا
آج تو اُس کے جنازے کے لیے کندھا نہیں

۲۶ جنوری ۲۰۲۰

○

جمائیں آج پھر محفل کسی کے نام کی لوگو
کرو ترکیب کوئی پُرتکلف شام کی لوگو

چمن کو ہی معطر کر دیا اس پھول نے پیارو
حکایت کیا سنائیں خوشبوئے گلفام کی لوگو

تمنّائے رفاقت تھی کہ کچھ دن اور بھی ہوتی
تمہیں اب کیا سنائیں داستاں آلام کی لوگو

جو بعدِ مرگ وصلِ یار ہو جاں سے گزر جائیں
نہیں پرواہ ہم کو اب کسی انجام کی لوگو

چلے آؤ اگر تابِ شنیدن رکھتے ہو سالکؔ
رقم ہو داستاں اُس شامِ خوں آشام کی لوگو

۲۰ دسمبر ۲۰۱۲

○

دردِ دل سے ہم نے پایا ہے شعورِ زندگی
درد سے ہی مٹ گئی ہے عمر بھر کی تشنگی

کچھ سمجھ میں ہی نہیں آتا خطا کیا ہے مری
دیکھتا ہوں جب کبھی میں آپ کی بیگانگی

مجھ سے ہوتے ہیں خفا بس دل کے بہلانے کو وہ
جان لے لے گی مری ایک دن یہ اُن کی دل لگی

برہمی میں حسن اُس کا اور ہوتا ہے فزوں
ہم کو لگتی ہے بھلی پھر یار کی ناراضگی

کتنا بھی بے مثل ہو یزداں نہیں ہے وہ مگر
قبلِ سجدہ سوچنا یہ عشق ہے یا بندگی

انتظارِ دید میں سالکؔ تھا وقتِ مرگ بھی
لب پہ تیرا نام تھا اور آنکھ میں بے چارگی

۵ جون ۲۰۲۰

چلتی ہیں نبضیں اگر گھنگرو کی اک جھنکار پر
تو دھڑکتا ہے یہ دل محبوب کے دیدار پر

اِک کرن معدوم کر دیتی ہے شبنم کا وجود
اشک شوئی کو نگاہِ ناز ہو رخسار پر

عاشقی میں دل ہی سب کچھ دین و دنیا کچھ نہیں
بس کہ ہو رحمت خدا کی عشق کے بیمار پر

پابرہنہ خار پر چلتا ہے عاشق عمر بھر
سوچ کے رکھنا قدم تم اِس رہِ دشوار پر

ہم کو ہے اُن کے لبوں سے حالِ دل سننے کا شوق
اُن کو لیکن ہے تکلف عشق کے اظہار پر

ڈوبنے لگتا ہے اکثر دل مِرا یہ سوچ کر
ہوگئی نظرِ عنایت گر کبھی اغیار پر!

مدّتوں سے بے خبر ہے وہ تو اپنے آپ سے
کیوں کرے کوئی بھروسہ سالکِ بیزار پر

۱۴ مارچ ۲۰۲۰

○

دھیرے چلو ذرا تم یاں دل بچھا رکھے ہیں
آمد ہے آج کس کی گجرے اُٹھا رکھے ہیں

دیکھا ہے جب سے ہم نے وہ حسنِ دلرُبا تو
آنکھوں پہ اپنی تب سے پہرے بٹھا رکھے ہیں

تاروں سی جگمگاتی آنکھیں وہ جھلملاتی
وارد ہوئی ہیں جب سے دیوے بجھا رکھے ہیں

کیوں اس قدر ہے مشکل اُن سے ملن ہمارا
حیلے بہانے کرکے دل کو لبھا رکھے ہیں

رُسوا ہوئے جہاں میں ہم عاشقی کے ہاتھوں
وعدے وفا کے ہم نے پھر بھی نبھا رکھے ہیں

ہے انتظار کب سے مرہم رکھے گا کوئی
اپنے یہ زخم ہم نے کب سے سجا رکھے ہیں

یہ ڈھنگ عاشقی کے سیکھے اسی سے ہم نے
پروانے یہ شمع کے جس نے سِدھا رکھے ہیں

لو کام تم جفا سے ، سالکؔ نے اپنے دل کو
جو صبر کے سبق تھے وہ سب سکھا رکھے ہیں

۱۱مارچ ۲۰۲۰

دید میں لذّت نہیں جدّت کہاں شنوائی میں
ہو جگہ ایسی کوئی بیٹھے رہیں تنہائی میں

غم کی شدّت سے ہی صیقل ہوتے ہیں عقل و شعور
آئے خونابہ فشانی سے اثر بینائی میں

رنج پائے اس قدر خوش کُن ہوئے من کے لیے
ہو گئے لذّت کے خوگر اپنی ہی رسوائی میں

تختِ دل آراستہ جن کے لیے ہم نے کیا
ٹھیرے بے مہری کے مجرم ان ہی کی دارائی میں

ہیں شکارِ تیغِ مژگاں ہر طرف بکھرے ہوئے
جانے کھویا کتنوں نے ایمان اک انگڑائی میں

عشق نے رُسوائے عالم کر دیا سالکؔ مجھے
آ گئی تاثیر لیکن قوتِ گویائی میں

۲۱ مئی ۲۰۱۴

بیتی رُتوں کی خوشبو شب بھر جگاتی ہوگی
بے لوث میری چاہت جب یاد آتی ہوگی

بن باس لے لیا کیا؟ جانے کہاں گئے تم؟
دھرتی کی خوشبو لیکن کچھ تو ستاتی ہوگی

دیکھا نہیں ہے کب سے پھر بھی یہ سوچتا ہوں
اب بھی مرے لیے وہ خود کو سجاتی ہوگی

مجھ کو پتہ ہے پھر بھی کیا ہرج سوچ میں ہے
شاید کہ یاد میری اُس کو رُلاتی ہوگی

بلبل کبھی چمن میں آتا نظر تو ہوگا
وہ تم کو اور اسے تم نغمہ سناتی ہوگی

دنیا میں اور بھی ہیں پھر کیوں یہ سوچتے ہو
اب خواہشیں وہ کس کو اپنی بتاتی ہوگی

بالوں میں موتیے کے گجرے سفید ڈالے
وہ چاند رات سالکؔ اب بھی مناتی ہوگی

۱۴جنوری۲۰۱۳

○

اگر یاد تڑپائے تو کیا کریں
جو اُمیّد اُٹھ جائے تو کیا کریں

قفس میں پکھیرو ہے گریہ کناں
جو اُڑنے سے گھبرائے تو کیا کریں

نہیں سن سکیں گر وہ آواز جو
مرے دل کو گرمائے تو کیا کریں

چھپاتا ہے آنسو وہ پیاروں سے بھی
مگر دل ہی بھر آئے تو کیا کریں

عدو کا تو یہ خیر سے کام ہے
کوئی دوست بہکائے تو کیا کریں

تھا سالکؔ کو سندیسے کا انتظار
نہ قاصد خبر لائے تو کیا کریں

۵ مارچ ۲۰۱۳

○

اشکوں کی ایک برکھا جذبوں کا ایک طوفاں
جلتی ہے میری چھاتی اس میں بہت سے ارماں

اک راگ لے زباں پر، پروانہ خاک ہوکر
شب بھر رکھے شمع کو مشغولِ مستِ رقصاں

دیکھو ہے کیسا پاگل شعلے کو دیکھتا ہے
جو ہالہ پہنے ناچے یہ سمجھے رقصِ عُریاں

آتا ہے یاد مجھ کو منہ میں ہی گنگنانا
اُس کا چمن میں آنا کلیوں کا ہونا خنداں

تنہا سی زندگی کا اب کیا کروں مداوا؟
جاتا ہے دشت کو اب اس سوچ میں وہ غلطاں

سب سے چھپا رکھا ہے ، ہے درد میرا ایسا
کوئی نہیں سمجھتا کوئی نہیں ہے پُرساں

یہ حال ہوگیا ہے ، در در پھرے ہے سالکؔ
جائے اگر تو کیونکر گھر تو پڑا ہے ویراں

۲ مارچ ۲۰۱۹

○

ایک وہ صورت جو صنم ہو گئی
کعبہ مرا ، میرا حرم ہو گئی

ہو گئی کیا آج خطا ہم سے پھر
نظرِ کرم نظرِ ستم ہو گئی

عشق کا افسانہ لکھا جب تو اِک
جور کی تاریخ رقم ہو گئی

جاری ہوا حکمِ زباں بندی تو
میری زباں میرا قلم ہو گئی

کٹوا کے گردن کہا مقتول نے
پوری مری آج قسم ہو گئی

نظرِ کرم مجھ پہ پڑی آج جب
بے مزہ دنیا بھی ارم ہو گئی

۱۳جولائی۲۰۱۸

چھوڑ گیا ہے جب سے وہ ہجر میں دربدر ہوں مَیں
اس نے مگر کہا تھا یہ زیست کا ہمسفر ہوں مَیں

عمر گزار دی مگر کچھ نہ سِکھا سکے اُسے
ڈھونڈتا ہے مجھے وہاں جبکہ یہاں اِدھر ہوں مَیں

مجھ سے کنارہ کش ہوا درد اسے عزیز تھا
یہ تو وہ جانتا ہی تھا درد کا چارہ گر ہوں مَیں

راہ میں چھوڑ کر کہا یاں کرو انتظار کچھ
بیت گیا شباب بھی کب سے ہی منتظر ہوں مَیں

تیرگی ہو کہ روشنی اس سے کوئی بچا نہیں
دل کو کرے اسیر جو پیار کی وہ نظر ہوں مَیں

دور تلک سراب ہے شام و سحر عذاب ہے
صحرا کے بیچ میں کھڑا تنہا کوئی شجر ہوں مَیں

۲۳ مارچ ۲۰۱۹

○

دل کے بہلانے کو یادوں کا چراغاں کر لوں
آتشِ عشق سے پھر دل کو فروزاں کر لوں

سوچتا ہوں کہ کبھی زخمِ جگر کو پوچھوں
کیوں نہ اس کے لیے تدبیرِ نمکداں کر لوں

قتل کو میرے وہ تلوار لیے آتے ہیں
جن کو چاہا تھا کہ ہستی کا نگہباں کر لوں

ایک دیوانے کا گھر ہے نہ کوئی آئے یہاں
گھر کے دروازے پہ پیغام یہ چسپاں کر لوں

چاہتا ہے مرا جی وضع تکلّف چھوڑوں
دشت کی راہ لے کے چاک گریباں کر لوں

دردِ فرقت کی نہیں تاب مجھے اب سالکؔ
جانبِ دشت چلوں بال پریشاں کر لوں

۱۳/اکتوبر ۲۰۱۹

چار شعر

بھول جانے کی قسم بھی توڑ دی
ڈور اس رشتے کی پھر سے جوڑ دی

جب بھی دیکھا راہ میں کوئی بھنور
جانبِ گرداب کشتی موڑ دی

آبروئے عشق کا رکھا لحاظ
جو نگاہِ بد اُٹھی وہ پھوڑ دی

کیا کہوں عشق و وفا کا اب تمھیں
ایک عادت تھی پرانی ، چھوڑ دی

O

اے کاش اس سفر میں کوئی سہارا ہوتا
کیا خوب ہی گزرتی ، گر وہ ہمارا ہوتا

دل اب نہیں بہلتا رنگِ شفق سے میرا
جی چاہتا ہے ہر دن درشن تمہارا ہوتا

وحشی کے نام سے اب کرتے ہیں یاد مجھ کو
میں یہ بھی مان لیتا گر دل نہ ہارا ہوتا

پروانے کے لئے گر ہے شمع زندگی تو
بِن یار کے مجھے کب جینا گوارا ہوتا

ہوں عشق کا مسافر اک بحرِ بے کراں میں
مَیں بھی وہاں اُترتا جو اک کنارا ہوتا

میں راستے میں تیرے رکھ دیتا اپنی آنکھیں
جانے سے پیشتر گر مجھ کو پکارا ہوتا

۲۹ جنوری ۲۰۱۳

○

گر نہیں کچھ تو ہاؤ ہو کرلیں
اُن کی یادوں سے دل نمو کرلیں

کیا ہوا خشک ہو گئے دریا
اپنے اشکوں سے اب وضو کرلیں

حشر کے روز جانے کیا ہوگا
آخری بار آرزو کرلیں

تابِ گفتار ہی نہ تھی ورنہ
چاہ تھی تم سے گفتگو کرلیں

چاہتا ہے یہ دل مرا اِک دن
تم کو نرگس کے روبرو کرلیں

سنتے ہیں اس گلی سے گزریں گے
اِک منادی ہی کو بہ کو کرلیں

جان کے بدلے بھی نہیں ملتے
حرج کیا ہے جو جستجو کرلیں

چھوڑ دو اشک پینا تم سالکؔ
آؤ اب دل کو ہی لہو کرلیں

۱۷ نومبر ۲۰۱۹

لکھی ہر قدم پر تری ہی کہانی
فقط یاد اِک رہ گئی ہے سہانی

مجھے یاد آتا ہے وہ وقتِ رفتہ
نہ بچپن رہا اور نہ ٹھہری جوانی

گھٹا بھی نہ آئی نہ بادل ہی برسا
کہو پھر کہ کیسے ہوئی خوں فشانی

ملے یار سے ہو گئی ایک مدّت
سنیں گے نئی کچھ سنائیں پرانی

لگائی ہے قیمت اجل زندگی کی
نہیں مشتری پر سبب دیں گرانی

مرے یار کی چال دیکھی جو تم نے
بھلا دے گی دریا کی بہتی روانی

کرو پیار سب سے عبادت خدا کی
ہیں سالکؔ یہی زندگی کے معانی

۴ جون ۲۰۱۴

لبِ تشنہ کو دریا پیار کا سیراب کرتا تھا
کبھی وہ چاند ہو کر رات کو مہتاب کرتا تھا

نگاہِ تشنہ رہتی منتظر دیدارِ دلبر ہے
تبسم سے دلِ مضطر کو جو شاداب کرتا تھا

ہوا ہے خشک خونِ دل جگر تشنہ ہوا کب سے
دلِ پژمردہ اشکوں کو کبھی خوناب کرتا تھا

نشاطِ زندگی کیا ہے؟ تصوّر یار کا اور بس!
نشاطِ زندگی کے ہی تو وہ اسباب کرتا تھا

خیالِ فرقتِ دائم کرے ہے جاں بلب سالکؔ
کبھی یارانِ سرپُل کو نہ یوں بیتاب کرتا تھا

۱۹جون۲۰۱۳

ہے جگر زخمی اور دل گھائل
ایک مدّت سے دید کا سائل

رک گئی زندگی بنا اُس کے
دل کسی بات پر نہیں مائل

خامشی سے جدائی سہتا ہوں
غم عیاں کرنے کا نہیں قائل

دل تھرکتا ہے نام پر اُن کے
جیسے طبلے کی تھاپ پر پائل

غم تو سہنا ہے عمر بھر سالکؔ
کب جدائی کے غم ہوئے زائل

۳۱/اگست۲۰۱۳

ہمیں آج پھر وہ بہت یاد آئے
خیالوں کی دنیا سے ناشاد آئے

فریبِ بصارت سمجھتے رہے وہ
کہ جب دیکھ کر حسنِ بیداد آئے

بہت زعم تھا اپنی ہمت پہ جن کو
تری بزم سے ہو کے برباد آئے

بہت روئے اُس بزم سے واپسی پر
سنا کر وہ جب اپنی روداد آئے

تغافل کا کرنے گئے تھے گلہ وہ
سراپا مجسم وہ فریاد آئے

ہوا ہم کو معلوم روزِ قیامت
کہ پیچھے کہیں چھوڑ سب زاد آئے

قیامت کو سالکؔ کے ہمراہیوں میں
وہ آتا ہے مجنوں یہ فرہاد آئے

۱۴ مئی ۲۰۱۶

○

ہم وہ ہیں جو مرا نہیں کرتے
مرنے سے پر ڈرا نہیں کرتے

اپنی منزل کو پانے سے پہلے
رہروِ دل تھکا نہیں کرتے

جب اُٹھیں ہاتھ یہ دعا کو تو
اپنی خاطر دعا نہیں کرتے

سر پہ برچھی چلانے سے پہلے
سن لو یہ سر جھکا نہیں کرتے

خود ہی اپنا خسارہ کرتے ہیں
ہم کسی کا برا نہیں کرتے

کھیلتے ہو لہو سے جن کے تم
بے کفن وہ سجا نہیں کرتے

جن چراغوں کو تم بجھاتے ہو
پھونک سے وہ بجھا نہیں کرتے

جمع خاطر نہیں مجھے اُن سے
جو مسلسل جفا نہیں کرتے

ترکِ اُلفت کا سوچ بیٹھے ہو
یوں تو سالکؔ کیا نہیں کرتے

۱۳جولائی۲۰۱۷

○

کرے تو کیا کوئی جب زیست ہی دشوار ہو جائے
تمنا ہو کہ رستہ موت کا ہموار ہو جائے

مرے ہی واسطے ہے وہ عنایت کی نظر اب بھی
غلط فہمی یہ کیسی ہے کہ جو ہر بار ہو جائے

گلے شکوے بھی کرلیں گے کسی آئندہ محفل میں
ابھی ایسا نہ ہو ملنے سے ہی انکار ہو جائے

وہ غفلت پر تھے نالاں اور عجلت پر گلہ ہم کو
رہیں گے چپ قیامت کو نہ پھر تکرار ہو جائے

بنایا تھا محل اک ریت کا سپنوں کی وادی میں
ہو حیراں کیوں اگر جھونکے سے اک مسمار ہو جائے

کبھی آؤ کریں تازہ پرانی اپنی یادوں کو
کہ محفل میں اسی پایل کی پھر جھنکار ہو جائے

تھکا آیا ہے اک لمبے سفر سے وہ ابھی سالکؔ
قدم دھیمے رکھو ایسا نہ ہو بیدار ہو جائے

۱۹/اکتوبر۲۰۱۴

○

کانٹا اِک پھر چبھا ہے یادوں کا
پھر سے موسم ہوا ہے بھادوں کا

کیا بتاؤں کہ کیا ارادہ ہے
اب مجھے کیا پتہ ارادوں کا

راہ پُرخار ہے مرے گھر کی
حال پوچھو نہ پاپیادوں کا

جی میں رہ جائے جب جو دل میں ہو
پھر بھلا کیا کریں مرادوں کا

ہے جنم موت ، موت پیدائش
کیا ہی رشتہ ہے یہ تضادوں کا

میرا شجرہ ہے میرا فن سالکؔ
مجھ کو کیوں ڈر ہو خانوادوں کا

۲ستمبر۲۰۱۳

○

کہیں زندگی داستاں ہو گئی
کہیں اِک کڑا امتحاں ہو گئی

چمن میں گیا تو پتہ یہ چلا
کہ بلبل مری ہمزباں ہو گئی

تری یاد میں اشک خوں بن گئے
مری آنکھ بے خانماں ہو گئی

لہو بن گئے جب یہ آنسو گرے
زمیں اس جگہ ارغواں ہو گئی

بہاروں کی رُت ہے جنوں پر مگر
دلِ خستہ پر کیوں خزاں ہو گئی

اجل سے صدا آئی سالکؔ مجھے
کہ اب زندگی ناتواں ہو گئی

۱۵/اپریل ۲۰۱۳

○

گر اُداس ہے تو کیا دل ہی تو ہے بے چارہ
اس کو چھپ کے رونے دو مت بجاؤ نقّارہ

جان دے پتنگا تو ایک بار شعلے پر
زندگی یہاں ساری بن گئی ہے انگارہ

موجِ رنگ نے بڑھ کر نقشِ پا کو چوما ہے
دشت بھی بجائے ہے زندگی کا نقارہ

بادلوں سے بوندیں کب اس طرح سے گرتی ہیں
اشک میرے بہتے ہیں قطرہ قطرہ آوارہ

کھیل زندگی کا یہ اُس نے بھی تو کھیلا تھا
ایک چوٹ سے سالکؔ ہو گیا ہے بنجارہ

۲۴ نومبر ۲۰۱۲

○

نسخۂ درد یہی ہے کہ دوا بن جاؤ
ساتھ چلنا ہے اگر آبلہ پا بن جاؤ

ہے درِ یار پہ دربان کھڑا تو پھر کیا؟
پھیر کر بھیس رہِ جاں کے گدا بن جاؤ

کر دو آزاد مجھے اپنی محبت سے اب
اور یوں اپنی جفاؤں کی سزا بن جاؤ

تم مجھے یاد نہ آنے کی قسم کھالو اور
چارہ آشفتہ گری کا بخدا بن جاؤ

مان لیتی جو زباں عشق عیاں ہو جاتا
گو کہا دل نے بہت میری صدا بن جاؤ

دشت میں ایسی حکومت ہے جو چھِن سکتی نہیں
شاہ بننے سے تو اچھا ہے ہما بن جاؤ

عالمِ نزع میں سالک سے جو پوچھی خواہش
تو کہا میرے لیے دستِ دعا بن جاؤ

۱۵؍اکتوبر۲۰۱۹

رہتا ہے اِک خیال ہر دم
باہر ہے تاب سے ترا غم

کچھ کچھ ناراض لگتے ہیں پھر
کرتے ہیں بات آج کم کم

دکھتا ہے چہرہ دھندلا سا
رہتی ہے میری آنکھ پُرنم

جاتے ہیں چھوڑ کر نگر یہ
اب جانے کب ملیں گے پھر ہم

گرتے ہیں اشک پھول پر جب
تو ہوتا ہے گمانِ شبنم

گر تجھ کو نہ پاسکے تو سالکؔ
گر جائیں گے آج جسمِ بے دم

۱۸؍اپریل۲۰۱۳

○

پیار کے پھول خزاں میں بھی کھلا کرتے ہیں
شمع کی لو پہ ہی پروانے جلا کرتے ہیں

میرے آنسو ہوئے بارش کے وہ پہلے قطرے
آنے سے پہلے جو طوفاں کے گرا کرتے ہیں

گرتے پتوں کی صدا ہے یا کسی کی آہیں
تند سی آندھی سے پہلے جو سنا کرتے ہیں

وصل میں ہی ہے غمِ ہستی کا چارہ لوگو
ہم اسی واسطے ہاتھوں کو حنا کرتے ہیں

میں پگھلتا ہوں شب و روز شمع کی مانند
روح زخمی ہے مری اشک بہا کرتے ہیں

ہم رگِ جاں میں بساتے ہیں تری یادوں کو
دل شکستہ ہو تو یوں اس کی دوا کرتے ہیں

تم نے سیکھے نہیں آدابِ محبت جاناں
پوچھنا مجھ سے کبھی کیسے وفا کرتے ہیں

۴فروری۲۰۱۳

غم کا سنا فسانہ تو خاموش ہوگئیں
تھی جن کو تابِ غم نہ وہ بے ہوش ہوگئیں

سورج شعاع ریز ہو تو کس کے واسطے
کرنیں نقابِ ابر میں روپوش ہوگئیں

گاتا ہے کون شہر کی گلیوں میں گیت آج
سن کے کنواریاں ہمہ تن گوش ہوگئیں

کلیوں نے حال پوچھا چمن میں گیا میں جب
پھولوں سے تتلیاں بھی سبکدوش ہوگئیں

تھیں اپنے آنگنوں میں خراماں وہ ناز سے
پونچھے جو اشک میرے تو مدہوش ہوگئیں

کل خواب میں جو تم سے ملاقات ہوگئی
تو سب مصیبتیں بھی فراموش ہوگئیں

کل تک رہیں جو گریۂ سالکؔ پہ مہرباں
یہ کیا ہوا کہ وہ بھی ستم کوش ہوگئیں

۱۴ دسمبر ۲۰۱۳

○

مسافر وہ تاروں بھری رات کا
لبوں پر ہے نغمہ مناجات کا

کمر ہے خمیدہ تو رفتار سست
نہیں ہے اسے ہوش برسات کا

نمی آنکھ میں اور شانے جھکے
جہاندیدہ عالم کی آفات کا

کہیں لوگ پاگل تو مجنوں کوئی
چھپائے ہے سیلاب جذبات کا

کبھی اِس نگر تو کبھی اُس نگر
وہ پیاسا کسی سے ملاقات کا

وہ کوچہ بہ کوچہ پھرے یوں کہ بس
نہیں اس کو احساس دن رات کا

اُٹھائے ہوئے اپنے شانوں پہ تھا
وہ سرمایہ یادوں کی سوغات کا

کئی روز سے اُس کو دیکھا نہیں
وہ باسی تھا کیا بحرِ ظلمات کا

جو چاہا کیا ہم نے سالکؔ وہی
نہیں اب ہمیں غم کسی بات کا

۲۳ دسمبر ۲۰۱۲

○

مجھ کو یارب ایسی دی ہوتی زباں
حالتِ دل میں بھی کر سکتا بیاں

خار و آنچل کا اُلجھنا الاماں
چھیڑنے کا مجھ پہ ہی ہوگا گماں

میرے کہنے پر تو آئیں گے نہیں
آج کل رہتے ہیں وہ کچھ بدگماں

آج پھر ساقی کو ہوں مطلوب میں
میکدہ سے آئی آوازِ اذاں

بے رُخی کا شکوہ جس نے بھی کیا
تان لی اُس پر ہی ابرو کی کماں

قتل کر کے پھر پشیماں کس لئے؟
پونچھتے ہیں کیوں لہو کے وہ نشاں

جس پہ مرتا ہے اُسی سفاک سے
چاہتا ہے جان کی سالکؔ اماں

۲۳ر اکتوبر ۲۰۱۹

مفارقت کا یہ موسم کہاں اُتم ہوگا
ترے بغیر تو مرنا بھی اک ستم ہوگا

فراق دیدہ ، دلِ خستہ اور زخمِ جگر
مرے فسانے کا عنوان یوں رقم ہوگا

کلی کلی سے کہا پھول پھول سے پوچھا
یہیں کہیں پہ خراماں مرا صنم ہوگا

لکھیں گے تیری کہانی سنہری حرفوں میں
یہ میرا وعدہ ہے قرطاس پر قلم ہوگا

میں چوم لیتا ہوں ساحل کی ریت کو جاناں
کبھی تو تم نے بھی رکھا یہاں قدم ہوگا

کبھی تو ہوگی ملاقات جانِ جاناں سے
شبِ وصال نیا پھر مرا جنم ہوگا

کبھی دکھا دو جھلک خواب میں ہی سالکؔ کو
تمہارا مجھ پہ بہت ہی بڑا کرم ہوگا

۱۰ جون ۲۰۱۳

مری زندگی جب خفا ہوگئی
تو ہر چیز ہی بے مزا ہوگئی

نکالا جو دل سے تو ایسا لگا
رہا بھی ہوئے اور سزا ہوگئی

ہوئے اُن کی یادوں میں گم اس قدر
نمازِ قضا بھی قضا ہو گئی

تصوّر میں آئے مرے جب وہ گل
معطّر ہی ساری فضا ہوگئی

نگاہِ کرم کے رہے منتظر
مگر آج بھی وہ خطا ہوگئی

وہ آواز جب جاں کنی میں سنی
تو فوراً ہو مجھ کو شفا ہوگئی

اُسے پیار سالکؔ کیا اس قدر
گناہوں کی سارے جزا ہوگئی

۱۲مارچ۲۰۱۳

○

میں نے رات کو دیکھا ایک چہرہ خرمن میں
پہلے تو نہ دیکھا تھا چاند ایسے جوبن میں

بدلیوں کے پیچھے سے چھپ کے پھر اُبھرتا تھا
کھیلتا رہا شب بھر بدلیوں کی چلمن میں

تنگ آ کے منظر سے راہ لی جو صحرا کی
تھا وہاں وہی منظر جو مرے نشیمن میں

سب چراغ گُل کر دو روشنی سے کیا لینا
رہ گئی ہے تاریکی اب تو میرے جیون میں

اس چمن میں ہر جانب خوشبوئیں بکھرتی گر
باغبان ہوتا اِک میرے اُجڑے گلشن میں

گزرا تھا جہاں بچپن گھر پڑا ہے ویراں وہ
اب کبھی نہ جاؤں گا اُس اُجاڑ مسکن میں

راکھ ہونا ہے گر تو جاؤ پاس سالکؔ کے
ایک آتشِ فرقت جل رہی ہے دھڑکن میں

۶ مارچ ۲۰۱۳

مرہم جو لگایا وہ مرے کام نہ آیا
تدبیر کے کرنے سے بھی آرام نہ آیا

پچھتائے بہت ہم جو گئے بزم میں اُس کی
محفل میں چلے دور مگر جام نہ آیا

ہم اس سے ملاقات کو محفل میں گئے کل
آئے تھے بہت لوگ وہ گلفام نہ آیا

اک دور کی بستی میں اسے ملنے گئے ہم
لیکن وہ سواگت کو بھی دوگام نہ آیا

قسمت کو وہ یونہی تو نہیں کوس رہا ہے
پنچھی جو قفس میں تھا تہِ دام نہ آیا

آنے کی خبر سن کے سجے پھول چمن کے
گالوں پہ سجے اشک گئی شام نہ آیا

سالکؔ کو نظر آئی جو منزل تو اچانک
کچھ ایسا ہوا ہاتھ لبِ بام نہ آیا

۲۰ مارچ ۲۰۱۳

خزاں کی رُت میں یادوں کی شمع پھر سے جلائی ہے
بہ فیضِ ہجر محفل دل کے آنگن میں سجائی ہے

سرابِ زندگی سے کھائیو مت دھوکہ اے ناداں
ملن ہے چار دن کا اور پھر لمبی جدائی ہے

کہاں پھرتا ہے سرگرداں گلی کوچوں میں بستی کے
بجھا لے اشک سے یہ پیاس جو دل میں لگائی ہے

سجا کر یاد میں محفل دلِ خستہ کو بہلائیں
غمِ فرقت بھلا دینا بڑی ہی بے وفائی ہے

مری تنہائی مجھ کو ہو گئی اب حرزِ جاں سالکؔ
سو میں نے دشت میں چھوٹی سی اک کٹیا بنائی ہے

۱۲ نومبر ۲۰۱۲

زیست میں پھر نہ کبھی وقتِ بہار آئے گا
شہر جو چھوڑ گیا کب وہ دیار آئے گا

بھول کر حال کو ماضی کا ذرا سوچو تو
پیار کا یاد تمہیں نقش و نگار آئے گا

راہِ پُرخار پہ چلتا ہوں میں ننگے پاؤں
چل سکو تم بھی اگر کیف خمار آئے گا

راہ میں گھر کے مرے پھول نہیں ہیں یارو
ہیں کہیں خار کہیں گرد و غبار آئے گا

اک نظر ڈال لو گر یوں ہی گزرتے ہوئے تم
دیکھنا چہرے پہ پھر کیسا نکھار آئے گا

آنکھ کا ایک اشارہ تو کرو سالکؔ کو
زندگی ساری وہ زنداں میں گزار آئے گا

۱۲ مارچ ۲۰۱۹

○

نہ چھیڑو مجھے اب چراغِ سحر ہوں
گرا آندھیوں میں جو مَیں وہ شجر ہوں

رہی ناشنیدہ جو آواز کُن کی
نہ ہونا تھا جس نے وہی تو امر ہوں

نہیں جانتا میں کہ گھر کس جہت ہے
نہ ہو جس کی منزل وہی رہگزر ہوں

چلا جاؤں گا نقش چھوڑے بنا میں
سخن نارسا ہوں صدا بے اثر ہوں

مجھے زندگی سے تھی اُمیّد ہی کب
نہیں روشنی جس میں وہ اِک نظر ہوں

ہوئی ختم جو خاتمے سے بھی پہلے
اسی داستاں کی لکھی اک سطر ہوں

بنایا جو رہبر کسی نے تو سالکؔ
کہا اپنے ہی حال سے بے خبر ہوں

۱۲فروری۲۰۲۰

○

رنگِ عشق گہرا ہے پر بیاں نہیں ہوتا
حالِ دل بتاتا ہوں پر عیاں نہیں ہوتا

سارا شہر جانے ہے حالِ دل مرا یارو
اک وہی تو ہیں جن کو کچھ گماں نہیں ہوتا

ملنے کے لیے اُن سے ہو رہے ہیں ہم بیکل
عنقریب ملنے کا پر سماں نہیں ہوتا

آنے کا کریں وعدہ مرنے پر اگر تو پھر
روز مرنے کا سودا کچھ گراں نہیں ہوتا

اس قدر جو بڑھ جائے دل ہی غم سے بھر آئے
بس چھلک جائے تو نہاں نہیں ہوتا

ڈوبتا نہیں شاید موجۂ جنوں میں گر
خبطِ عشق کا ساگر بے کراں نہیں ہوتا

در نہیں نہ دیواریں چھت نہیں نہ چھاؤں ہے
جس جگہ بھی رہتا ہوں واں مکاں نہیں ہوتا

پوچھتے ہیں وہ مجھ سے درد ہے کہاں سالکؔ
چاہیے کہ پوچھیں وہ یہ کہاں نہیں ہوتا

۹؍اکتوبر ۲۰۱۹

○

چُبھ گیا ایک خنجر جگر میں
اُڑ گئے ہوش اک ہی نظر میں

لمبا ہے زندگی کا سفر اور
رہنا بھی ہے تمہیں اس سفر میں

شعلۂ عشق سے جل گیا دل
حدّتِ شوق دیکھو شرر میں

دل بہلتا نہیں بس یہاں اب
چل چلیں اُس پرانے نگر میں

گر کنارے پہ ہی مارنا تھا
خوب تھا ڈوب جاتے بھنور میں

پھول تو اب بھی کھِلتے ہیں لیکن
کچھ نہیں لطف شام و سحر میں

موت ہی چارۂ غم ہے سالکؔ
رنج ہی رنج عمرِ خضر میں

۲۳/اپریل ۲۰۱۳

پھر آج چشمِ مست سے مخمور ہو گئے
پھر اک نگاہِ ناز سے مسحور ہو گئے

پہلے کیا اشارہ کہ آنکھوں میں جھانک لو
پھر موند لی وہ آنکھ تو محصور ہو گئے

زندہ نہیں رہیں گے یہ وعدہ کیا تھا کل
عہدِ وفا کا سوچ کے مجبور ہو گئے

محفل میں اُن کی ذکر مرا جب ہوا کبھی
تو حال سُن کے میرا وہ رنجور ہو گئے

ہم پر پڑی جو نظرِ عنایت بس ایک بار
ہم آپ کی کتاب میں مذکور ہوگئے

چرچا ہے سب جہان میں اُس عشوہ ساز کا
عاشق ہوئے جو آپ کے مشہور ہو گئے

آیا نہ راس پھر کوئی سالک کے قلب کو
پھر ہم ادائے ناز سے معذور ہو گئے

۷ جون ۲۰۲۰

○

کچھ تو ان کی آبرو کا پاس تھا
کچھ اَنا کا بھی ہمیں احساس تھا

ایک یادوں کا خزانہ رہ گیا
ورنہ اک مفلس سوے افلاس تھا

داستانِ غم پڑھی جب تو کہا
تھا نوشتہ تو نہیں قرطاس تھا

زخمی دل کو دیکھ کے ہنستا ہوں اب
پر کبھی یہ بھی بہت حساس تھا

راہ لی جنگل کی چُھوٹا ساتھ جب
اپنی قسمت میں یہی بن باس تھا

ہو گئے درویش ان کے بعد ہم
عشق سے پہلے بھی تو سنیاس تھا

اُن کو لینے ہم چلے جاتے مگر
عزمِ سالکؔ پر انہیں وسواس تھا

۱۱؍جولائی ۲۰۱۷

O

وقتِ فرقت تسلیاں کیسی
پہلے سی وہ تجلیاں کیسی

حالِ دل کیوں نہیں بتاتے تم
دوستوں سے پہیلیاں کیسی

جو ہمیشہ رچی تھیں مہندی سے
آج سُونی ہتھیلیاں کیسی

وہ اُجالے کہاں وہ رنگ و بو
جب خزاں ہو تو تتلیاں کیسی

اک غمِ روزگار اک غمِ عشق
کم سِنی لاابالیاں کیسی

سرکشی سے ہوئے جو تائب تو
پھر کہو گوشمالیاں کیسی

سو گیا انتظار میں سالکؔ
جاں کنی میں بخیلیاں کیسی

۲۱؍اپریل۲۰۲۰

○

کیوں پھر سے چپ چپ رہنے لگے ہو
دریائے غم میں بہنے لگے ہو

نظریں ملیں جب تم سے مری تو
مجھ کو لگا کچھ کہنے لگے ہو

آیا ہے تم کو اب جینے کا ڈھب
دردوں کو اب تم سہنے لگے ہو

رسمِ وفا میں تاخیر ہے کچھ
کیوں توڑنے تم گہنے لگے ہو

جو روکتے بھی تو وہ نہ رکتے
خود کو برا کیوں کہنے لگے ہو

روشن سا مکھڑا ماتھا کشادہ
مہتاب کا روپ پہنے لگے ہو

کس نے دُکھایا دل تیرا سالکؔ
دنیا میں اپنی رہنے لگے ہو

۱۳فروری۲۰۲۰

○

کیوں ہے بستی کی فضا اتنی اداس
کس نے ان کو کر دیا طوفاں شناس

کون لوٹا ہے کبھی اُس دیس سے
کیوں ہے ناشدنی کا تم کو پھر قیاس

مسکرا کر کچھ نہ بولے جب کہا
آج کیوں پہنا ہے یہ اُجلا لباس

آج بہنے دو رُکے اشکوں کو تم
تا نکل جائے جگر کی یہ بھڑاس

کیا کرو گے حالِ دل کو جان کر
جس نے جانا کھو دیے ہوش و حواس

کہتے ہیں اُمید پر قائم رہو
پر لکھا ہے بختِ سالک میں نراس

۲۹/اکتوبر۲۰۱۳

O

کیا جانتے ہو کیسے یہ روز و شب گزارے
سج جاتی زندگی بھی ہوتے جو تم ہمارے

گزریں گے ہم نہیں اب اس راہ سے کبھی پھر
ہیں لوگ بے مروّت اس شہر کے تمہارے

کاجل لگی وہ آنکھیں رخسار آتشی سے
جا کر کوئی وہاں پر اُن کی نظر اُتارے

کل چاند رات تم سے کرتا رہا میں باتیں
پھر صبح ہو گئی اور سب سو گئے ستارے

خوددار گر نہ ہوتے شاید کہ جیتے رہتے
ہم ڈوب تو گئے پر ڈھونڈے نہیں سہارے

آنکھیں تو ہیں فریبی پھینکیں یہ تیرِ مژگاں
برباد یوں نہ ہوتے ملتے اگر اشارے

تربت پہ آئے ہواب پھولوں کی ڈالی لے کر
جب ڈھونڈتا تھا سالکؔ دن وہ کہاں گزارے

۱۸فروری۲۰۲۰

○

کیا ہوئے روز وشب وہ بچپن کے
پیڑ پر چڑھنا گھر کے آنگن کے

گرمی میں باغ میں نکل جانا
پانیوں میں نہانا ساون کے

چھیڑ خانی وہ ایک دوجے سے
جھانکنا پیچھے سے وہ چلمن کے

شام کو تتلیوں سے سرگوشی
صبح دم پھول چننا گلشن کے

دل تھا لبریز جب امنگوں سے
یاد آتے ہیں دن وہ جیون کے

آرزو اب کوئی نہیں سالکؔ
کیا رہا اب سوائے دھڑکن کے

۲۸مئی۲۰۱۳

○

گرچہ محفل میں ہمیشہ سے مَیں محتاط رہا
چشمِ ساقی نے پلا دی ہے مئے ہوش رُبا

چھوڑ کر شہر تمہارا جو ہوا وہ رُخصت
کیوں کھلیں پھول یہاں کیوں ہو کوئی نغمہ سرا

دیر ہے پیار میں اندھیر تو زنہار نہیں
مانگتا ہوں میں تجھے جب بھی اُٹھے دستِ دعا

زُلف بے باک تری آنکھ شرارت سے بھری
کیوں نہ مر جائے کوئی دیکھ کے یہ ناز و ادا

حکم گردن زنی پر مجھ کو شکایت تو نہیں
اس کی اُمید مگر تم سے نہ تھی اہلِ وفا

ہے گماں میرا خبر بھیجی ہے اُس نے سالکؔ
راستہ بھول گئی ہوگی کہیں بادِ صبا

○

کب آئے نہیں یاد مجھے یاد نہیں ہے
افسردہ ہے دل یار سے ناشاد نہیں ہے

کیا عشق کی تاثیر ہے جانیں وہ بھلا کیا
جو عشق کو کہتے ہیں کہ بیداد نہیں ہے

ویرانی جو دیکھی تو کہا ایسا لگے ہے
دل کا یہ نگر عرصے سے آباد نہیں ہے

دنیا سے نہیں کام کہ درویش ہوا ہوں!
اب دل کے کسی گوشے میں فریاد نہیں ہے

اک فائدہ ہے گوشہ نشینی میں یقیناً
جیون میں مِرے اب کوئی نقّاد نہیں ہے

کل وعدہ نبھانے کو توجّہ جو دلائی
وہ کہنے لگے وعدہ کی میعاد نہیں ہے

کیا کوہ کنی صرف ہے پیمانۂ الفت
ان سے کہو سالکؔ ہے یہ فرہاد نہیں ہے

۱۹؍اکتوبر۲۰۱۹

چہرہ بھی زرد زرد ہے چال بھی ہے تھکی ہوئی
مجھ سے بچھڑ کے وہ لگی مجھ کو لٹی لٹی ہوئی

خود کو جدا نہ کر سکا تجھ سے بچھڑ کے میں کبھی
تیرے خیال کی مہک آج بھی ہے رچی ہوئی

راہ کا بھی پتہ نہیں، راہِ مفر بھی اب نہیں
تیرے بنا یہ زندگی مجھ کو لگے تھمی ہوئی

اپنے کیے پہ بے وفا تجھ کو کبھی جو رنج ہو
یاد رہے کہ اب بھی ہے راہِ وفا سجی ہوئی

ویسے تو گرد و پیش سے بیٹھا تھا بے خبر ہی وہ
سونی سی اک نگاہ تھی دور کہیں جمی ہوئی

تم ابھی آئے ہو جانے کی شتابی کیا ہے
دل کی باتوں کے بتانے میں خرابی کیا ہے

کس کی یادوں نے تمہیں رات جگائے رکھا
رنگ آنکھوں میں تمہاری یہ گلابی کیا ہے

جاننا چاہتے ہیں عشق کیا کیوں میں نے
اُن سے پوچھے تو کوئی چہرہ کتابی کیا ہے

پوچھ لوں حضرتِ زاہد سے اگر حرج نہ ہو
آپ کے پاس یہ مے خانے کی چابی کیا ہے؟

زندگی تج دی ہے کیوں، ہم نے نہ پوچھو سالکؔ
رخِ گلرنگ ہے کیا، آنکھ شرابی کیا ہے

۱۹ مارچ ۲۰۱۳

○

تھا رعب حسن کا بھی کچھ عشق بھی نہاں تھا
بیتاب تھی جوانی اظہار امتحاں تھا

اُس کا ہی سوچتا تھا اُس کو ہی دیکھتا تھا
سب ہی کو تو پتہ تھا اُس کو نہیں گماں تھا

جو دوست پوچھتے تھے حیلے بہانے کرتا
پھر بھی نہ جانے کیونکر ہر دوست رازداں تھا

اب کچھ پتہ نہیں ہے کس سمت جا رہا ہوں
صحرا میں گم گیا جو وہ میں ہی سارباں تھا

پھر راہِ زندگی میں آیا وہ ایک طوفاں
یوں غرق ہو گیا میں سر پر نہ سائباں تھا

نکلے جو گھر سے کل وہ پردہ کیے ہوئے تھے
دیدار کے لیے اک انبوہِ عاشقاں تھا

جانے بری لگی کیا سالکؔ کی بات اُس کو
وہ آخری خبر تک مجھ سے تو بدگماں تھا

۱۵ دسمبر ۲۰۱۹

○

صنم کے لیے زندگانی گنوا دی
اشارہ ہوا اک تو گردن کٹا دی

جفا پر جفا جس نے کی زندگی بھر
اسی کے لیے یہ جوانی لٹا دی

گئے وہ جہاں بھی تو سوچے بنا ہی
وہی راہ پلکوں سے ہم نے سجا دی

ہیں ناراض ہم سے ہوئے شوخ کیوں ہم
وہ برہم ہوئے اور ہم نے دعا دی

لکھا حالِ دل ایک کاغذ پہ لیکن
ذرا سوچ کر پھر وہ چٹھی جلا دی

جھروکے میں جو شمع تھی رات روشن
ہوا کے کسی جھونکے نے وہ بجھا دی

فقط عشق ہی جرم تھا تیرا سالکؔ
اسی سوچ میں عمر ساری بِتا دی

۱۵جنوری۲۰۲۰

سج دھج کے جا رہا ہے مقتل کو آج کوئی
سینچے گا خوں سے اپنے مشعل کو آج کوئی

ہاں چاند چھپ گیا ہے لے کر ردائے بادل
دیکھو لپیٹتا ہے آنچل کو آج کوئی

پلکیں اگر وہ جھپکیں ڈھل جائے شام یکدم
اُن سے چھپا کے رکھ دے کاجل کو آج کوئی

مدّت کے بعد آیا محبوب میرا یارو
پاؤں سے مت اُتارے پایل کو آج کوئی

دیتا ہے اک صدا وہ یارانِ گمشدہ کو
مارو نہیں یہ پتھر پاگل کو آج کوئی

جنگل میں جا بسا تو دل کو قرار آیا
بس آگ ہی لگا دے جنگل کو آج کوئی

یاں بے کفن پڑی ہے یہ میری لاش کب سے
اک آگ ہی دکھا دے صندل کو آج کوئی

جاتا ہے آج گھر کو مدت کے بعد سالکؔ
رستہ نہ روکے کہہ دو دلدل کو آج کوئی

۱۳مارچ۲۰۲۰

سال پھر گزر گیا آپ سے جدا ہوئے
کیا قصور ہو گیا آپ یوں خفا ہوئے

چاہتا ہوں درگزر میری التجا یہی
اک زمانہ ہو گیا جرم کی سزا ہوئے

حال پوچھتے ہو کیا تم چلے گئے تو ہم
دربدر پھرا کیے پیار کے گدا ہوئے

یوں ہی بس چلے گئے مل کے بھی نہیں گئے
سب ارادے رہ گئے سب ہدف خطا ہوئے

جی رہے ہیں آس میں آپ سے ملیں گے ہم
زندگی کی قید سے جب بھی ہم رہا ہوئے

جانتے ہیں لوگ بھی اپنا جو نصیب ہے
ساتھ بیٹھتے نہیں جب سے ناخدا ہوئے

تم بھی جان جاؤ گے بھید اُس جہاں کے جب
موت کے فرشتے سے دست آزما ہوئے

۲۹/اکتوبر۲۰۱۹

O

افسانۂ الفت نہ سنائیں گے کبھی پھر
آنسو نہ جفاؤں پہ بہائیں گے کبھی پھر

ہر بات پہ ناراضگی عادت سہی اُن کی
سوچا ہے نہ روٹھے کو منائیں گے کبھی پھر

دیدارِ رُخِ یار کی جب تاب نہیں تو
چہرے پہ نگاہیں نہ سجائیں گے کبھی پھر

اصرار کیا عہدِ وفا پر تو کہا یہ
وعدہ ہے بہانے نہ بنائیں گے کبھی پھر

آیا نہیں جس راہ گزر پر وہ کبھی بھی
اس راہ گزر کو نہ سجائیں گے کبھی پھر

مے خانے گئے جب تو یہ معلوم ہوا کل
ساقی نے کہا ہے نہ پلائیں گے کبھی پھر

سالکؔ یہ سبھی جانتے ہیں تم نے کہا تھا
اس شہرِ تمنّا میں نہ جائیں گے کبھی پھر

۲۰ فروری ۲۰۱۹

کہاں وہ دل جو کسی کے لیے دھڑکتا تھا
جگر جو راہوں میں اُن کی لہو چھڑکتا تھا

اسے اگر نہ تھی پرواہ رتجگوں کی مِرے
تو کیوں وہ میرے لیے رات بھر سسکتا تھا

چھپا ہے اوٹ میں بادل کی اب تو مدّت سے
وہ چاند جو کبھی میرے لئے چمکتا تھا

مرے بھی جی میں کوئی شعلہ پیار کا ہوگا
وگرنہ اس کے لیے کیوں یہ دل مچلتا تھا

بجھا دیا ہے اسے اب تو رنجِ فرقت نے
وہ اک دیا مرے سینے میں جو دہکتا تھا

ہے تم کو اپنے چمن پر غرور کیوں اتنا
گلوں سے باغ تو سالکؔ کا بھی مہکتا تھا

۹ جنوری ۲۰۱۷

کہانی میں اپنی سناتا رہا
وہ گالوں پہ آنسو بہاتا رہا

نمک وہ چھڑکنے کو بیتاب تھے
میں زخموں کو اُن سے چھپاتا رہا

ہوا تیر خوردہ نگاہوں سے جب
تو زخموں سے دل کو سجاتا رہا

زیادہ ہوئی آگ سینے کی جب
تو پھونکوں سے اس کو بجھاتا رہا

یہ نادان دل مانگتا ہے وہ کیوں
اسے عمر بھر جو ستاتا رہا

ہوئے مست ایسے نہ اُٹھ ہم سکے
وہ نظروں سے ہم کو پلاتا رہا

مجھے یاد آتا ہے سالکؔ وہی
جسے عمر بھر میں بھلاتا رہا

۱۰دسمبر۲۰۱۹

○

کس نے کہا تھا کہ محبت کرو
تنہا گوارا یہ مصیبت کرو

رنج بنا بھی ہے کوئی زندگی
زیست سے یوں تو نہ بغاوت کرو

لیتے ہو فرقت کے عوض تم دعا
مول میں تھوڑی تو رعایت کرو

صرف یہی تو نہیں ہیں مشکلیں
اور بھی کچھ دیر ریاضت کرو

سونپ دی سالکؔ نے امانت تمہیں
اس میں اگر چاہو خیانت کرو

۱۷جون۲۰۱۳

○

سنا ہے وقتِ جدائی وہ آنکھ پُرنم تھی
چمن میں وقتِ سحر پنکھڑیوں پہ شبنم تھی

تمام رات سنا شور بادِ صرصر کا
لگا کہ آئی کسی پر کہیں شبِ غم تھی

کسی کی یاد نے شب بھر جگائے رکھا کل
امیّدِ وصل تو اِس بار مجھ کو کم کم تھی

کہا تو کچھ بھی نہیں چہرے سے لگا لیکن
کہ ناسپاسِ وفا پر ذرا سی برہم تھی

اُسے نہ دیکھنے کا جب کیا تہیہ تو
نہ رہ سکا کہ وہی ایک میری محرم تھی

کہا گلوں نے جو دیکھی وہ مسکراہٹ کل
چمن میں سارے وہی رونقِ تبسم تھی

جفا سے ہاتھ تو اُس نے اٹھا لیا پر کب؟
کہ وقت نزع تھا، سالکؔ کی سانس مدھم تھی

۲۷ جنوری ۲۰۲۰

اُن سے ملاقات کو روز سنورتا رہا
پاس پہنچ کر مگر راہ بدلتا رہا

حسن ہوا جلوہ گر آنکھ بھی چندھیا گئی
دیکھ کے میں مر گیا دل تو دھڑکتا رہا

حد سے بڑھی جب جفا راہ الگ ہو گئی
عشق کا شعلہ مگر پھر بھی بھڑکتا رہا

راز نہ افشا ہوا بات نہیں بن سکی
جب بھی ارادہ کیا دل ہی جھجکتا رہا

وعدہ نبھانے کا ذکر یوں تو ہوا بارہا
جھوٹے دلاسوں سے میں یونہی بہلتا رہا

آرزو تھی بس یہی اُن سے ملن ہو کبھی
عمر گزرتی رہی دل یہ تڑپتا رہا

۲۲ جنوری ۲۰۲۰

تمہیں کیا ملا ہم کو برباد کر کے
ہوئے شاد تم ہم کو ناشاد کر کے

لکھا ذکرِ اُلفت میں خود کو تو شیریں
مجھے بھی کیا یاد فرہاد کر کے

کیا ہے وہ احساں اُتارے نہ اُترے
غمِ عشق سے مجھ کو آزاد کر کے

مرا دل تھا کوئی سرائے نہیں تھا
کیا اس کو ویران آباد کر کے

صنم اِک سجایا جو سالکؔ نے دل میں
تو کافر ہوا ایک الحاد کر کے

۲۶ نومبر ۲۰۱۹

○

جو ذوقِ نظر ملتا صحرا میں بھٹکتے کیوں
ہر صبح تڑپتے کیوں، راتوں کو سسکتے کیوں

اندھیر ہوئی دنیا جھپکی جو پلک ہم نے
پہلے سے پتہ ہوتا تو آنکھ جھپکتے کیوں

جو درد اُٹھا دل میں وہ آنکھ سے جا چھلکا
ہوتا جو سکونِ دل تو اشک ٹپکتے کیوں

آدابِ محبت تو سکھلائے کوئی اُن کو
ہوتی جو محبت تو ملنے سے جھجھکتے کیوں

گر داغِ جدائی ہی قسمت میں ہماری تھا
تو پیار کی خوشبو میں دن رات مہکتے کیوں

محبوب ہے سالکؔ کا اس دل میں جو رہتا ہے
ہوتے نہ جو دل میں تم تو دل میں دھڑکتے کیوں

۷جنوری۲۰۱۳

○

حضورِ یار میں دیکھی جو بے زبانی مری
جگر نے اشک بہا کر کی ترجمانی مری

مجھے تو عشق نے چھوڑا نہیں کہیں کا بھی
تباہ کر دی محبت نے زندگانی مری

ہے وصلِ یار میں کیا لطف پوچھتے کیا ہو؟
گزر گئی ہے اسی آس میں جوانی مری

گزارتا ہوں شب و روز ساتھ ان کے میں
اداس شام مری اور ناتوانی مری

سجا کے رکھا ہے تم نے جو طاقِ نسیاں پر
یہ کھوٹا سکّہ نہیں ہے یہ ہے نشانی مری

وہ وقتِ نزع مرا حال پوچھ لیں سالکؔ
تو عرض کرنا یہ حسرت بھری کہانی مری

۱۲جولائی۲۰۱۶

○

جو پوچھ لیتا خدا ، ہم یہ آرزو کرتے
بٹھا کے سامنے ہم ان سے گفتگو کرتے

گزر گئی جو قیامت دلِ پریشاں پر
بیان اُس کا سماں اُن کے روبرو کرتے

وہ دشتِ زیست میں کوئی سراب سا چہرہ
جو آس ہوتی تو پانے کی جستجو کرتے

بدل کے بھیس فقیروں کا یوں نکلتے ہم
تمہارا ذکر ہی اے دوست کوبہ کو کرتے

تلاشِ یار میں سالک پھرے ہے آوارہ
جگر کو خون تو دل کو لہو لہو کرتے

۱۳؍اپریل ۲۰۱۳

○

جو میرے آسماں پر اک آفتاب ہوتا
تو پھر نہ زندگی میں یہ اضطراب ہوتا

بخشش ہوئی اگر اور پوچھا خدا نے مجھ سے
جنت میں بھی تمہارا ہی انتخاب ہوتا

نظریں چرا گئے تم اچھا کیا وگرنہ
آنکھوں سے جرم سرقہ کا ارتکاب ہوتا

ہم احتیاط برتے اس کو چھپا کے رکھتے
ہم کو اگر تمہارا دل دستیاب ہوتا

دل کی کریں حفاظت پر گم اگر ہو جائے
وقتِ تلاشی تم سے ہی بازیاب ہوتا

کرتے جو پیار مجھ سے پھر مانتے نہیں تم
تو روزِ حشر اس کا بھی احتساب ہوتا

جب سے گئے ہو تم تو اندھیر زندگی ہے
سالکؔ کی زندگی میں اک ماہتاب ہوتا

۲۵نومبر۲۰۱۷

○

تم ہو مشتاقِ وفا دے کے سب آزار مجھے
کیوں ہو منظور گراں سودے کی پندار مجھے

لے گئے ساتھ مرا چین وسکوں جاتے ہوئے
بے سبب یونہی کیا آپ نے غمخوار مجھے

مرنے جینے میں تفاوت ہی نہیں اب تو رہی
زندگی دی دمِ عیسیٰ نے کئی بار مجھے

موت کا ڈر لگا رہتا ہے شب و روز ہی بس
میں بھی جی لیتا نہ گر مارتی سو بار مجھے

فرقتِ دائمی دیتے ہو وفاؤں کے عوض
اب تو سودا نہیں منظور یہ سرکار مجھے

وعدہ تھا روزِ قیامت کو ملن کا سالکؔ
کیوں نہیں ہوتی قیامت کہ ہو دیدار مجھے

۴دسمبر۲۰۱۲